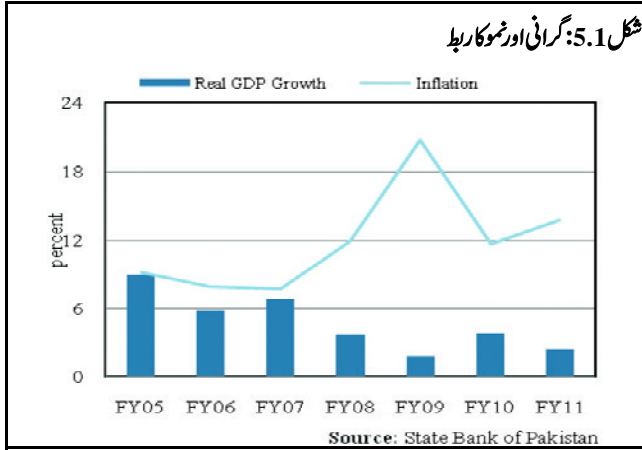


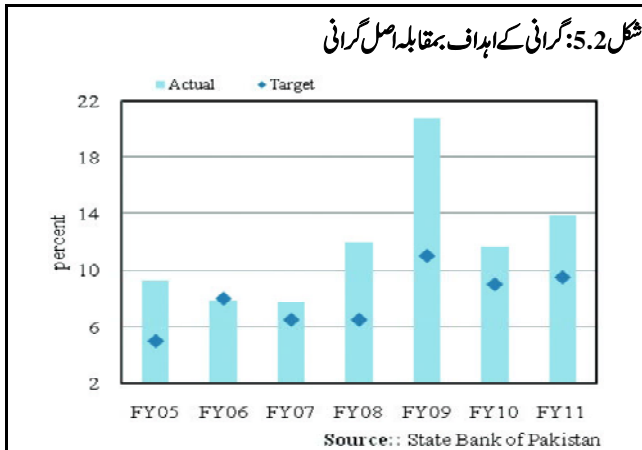
## 5 گرانى اور زرى پاليسى

### 5.1 عمومى جائزہ



فعال زرى انتظام كے باوجود مالى سال 11ء دو ہندى گرانى كا ايك اور برس ثابت ہوا، جس كا سبب رسدى شعبے كے عوامل، بشمول سال كے آغاز ميں شديد سيلاب، اور تيل اور زرعى اشيا كى مستحكم عالمى قيمتیں تھیں۔ طلب كے شعبے ميں حكومت كى اسٹیٹ بینك سے بالخصوص سال كى پہلى سہ ماہى كے دوران بھارى قرض گيرى كے سبب گرانى كى توقعات ميں اضافہ ہوا۔ نومبر 2010ء كے بعد حكومت كى قرض گيرى اسٹیٹ بینك سے بجائے كمرشل بینكوں كو منتقل ہو گئی۔ اگرچہ گرانى كى توقعات كے انتظام كے ليے يہ ايك خوش آئند تبديلى ہے، تاہم اس سے نجى شعبہ كے ليے قرضوں كى گنجائش نہیں رہتى۔

رسدى ركادوں نے نہ صرف گرانى كو بلند ركھا بلکہ نمو كو بھى متاثر كيا (شکل 5.1)۔ بجلي اور گيس كى مسلسل قلت، سلامتى كے خدشات ميں اضافے اور سرمائے كى بڑھى ہوئی لاگت كے باعث معاشى سرگرمياں شديد متاثر ہوئیں۔ گرانى اور حقيقى خام ملكى پيداوار ميں اضافہ، دونوں كے اہداف حاصل نہیں ہوئے، جيسا كہ شکل 5.2 ميں ظا ہر كيا گيا ہے۔ حقيقى سالانہ گرانى مں 11ء ميں ہدف كى سطح سے كافى بلند رہى، جيسا كہ مالى سال 2006ء سے صورتحال ہے۔ يہ جى ڈى پى كى نمو گلدشتہ سات ميں سے پانچ برسوں ميں ہدف سے كم رہى۔



ابى صورتحال (يعنى كم نمو اور زائد گرانى) ميں زرى پاليسى كى تشكيل خاص طور پر مشكل ہوتى ہے كيونكہ گرانى كے دباؤ كو كم كرنے كے پاليسى اقدامات سے معاشى سرگرميوں ميں مزيد ركاوٹ كا خطرہ پيدا ہوتا ہے۔<sup>1</sup> ان چيلنجوں سے

آگاہى كے باعث اسٹیٹ بینك نے حاليہ برسوں ميں گرانى كو روكنے اور معاشى سرگرميوں كو تحريك دينے كے ليے ہر ممكنہ گنجائش پر نگاہ ركھتے ہوئے اس كا استعمال كيا۔ پاليسى ريٹ ميں ردوبدل كرنے كے علاوہ اسٹیٹ بینك اپنے زرى پاليسى فریم ورك كو بہتر بنانے اور كاروبارى سرگرميوں كے فروغ كے ليے بھى اقدامات كرتا رہا ہے۔

### م 11ء سے آگے اقتصادى صورتحال<sup>2</sup>

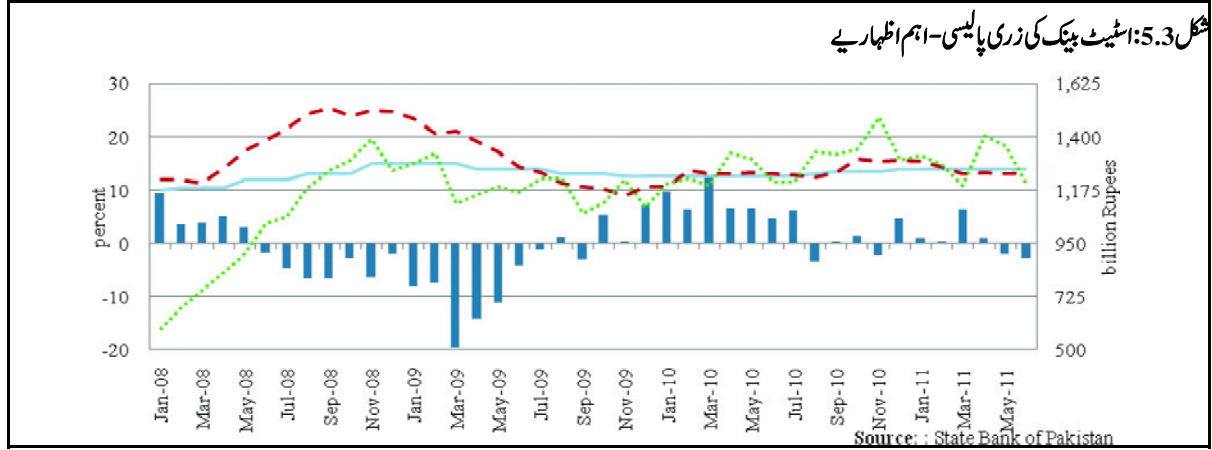
م 11ء كے آغاز سے قبل عمومى گرانى مں 10ء كى دوسرى ششماہى كے دوران بتدرىج كم ہو رہى تھى، جبكہ توىزى گرانى (غير غذائى، غير توانائى) 10.3 فيصد كے ارد گرد تھى۔ بڑے پيائے كى اشيا سازى معتدل رفتار سے نمو پا رہى تھى۔ جارى حسابات كے توازن ميں كچھ بہترى ظا ہر ہو رہى تھى، جسے بھرپور برآمدات اور كاركنوں كى ترسيلات زرى ميں ٹھوس اضافہ سے تقويت ملي۔ كپاس، جو پاڪستان كے ليے ايك برآمدى شے ہے، كى قيمتوں ميں بھى مں 10ء كى چوتھى سہ ماہى ميں كيدم اضافہ ديكھا گيا۔ ان مثبت چیزوں كے برعكس، مالياتى

<sup>1</sup> اقتصاديات كے لئرنيز ميں نمو اور گرانى كے مابين سمجھوتے كے بارے ميں كثر مواد دستياب ہے۔

<sup>2</sup> اس سيكشن ميں گرانى كے اعداد و شمار پر ائى اساس پر مبنى ہيں كيونكہ م 11ء ميں زرى پاليسى كے فيصلے اور گرانى كى پيش گوئياں انہى اعداد پر مبنى تھیں۔

پیش رفت پہلے کے تخمینوں سے ہم آہنگ ثابت نہیں ہوئی کیونکہ م س 10ء کا خسارہ جی ڈی پی کے 6.3 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ اس کا ہدف 4.9 فیصد تھا۔

م س 10ء میں گرانٹی 11.7 فیصد رہی جبکہ ہدف 9.0 فیصد تھا۔ مزید برآں، حکومت م س 10ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی کے لیے آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی از ایجنٹ پروگرام کے تحت اسٹیٹ بینک سے اپنی سہ ماہی قرض گیری کی حدود کی تعمیل نہیں کر سکی۔ اسٹیٹ بینک نے ان ملی مالی تبدیلیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے م س 2010ء کی دوسری ششماہی کے دوران زری پالیسی کے تینوں اعلانات میں اپنا پالیسی ریٹ بغیر کسی تبدیلی کے 12.5 فیصد کی شرح پر برقرار رکھا (شکل 5.3)۔



#### م س 11ء میں زری پالیسی موقف

م س 11ء کے آغاز میں اسٹیٹ بینک کا گرانٹی کا تخمینہ 9.5 فیصد کے حکومتی ہدف کے مقابلے میں سالانہ 11 سے 12 فیصد کے درمیان تھا۔ گرانٹی کا دباؤ بلندی کی جانب تھا کیونکہ حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ جولائی 2010ء کے پہلے تین ہفتوں میں اسٹیٹ بینک سے حکومت کی خالص قرض گیری 65 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ یہ اضافہ گزشتہ سال کی دوسری ششماہی کے دوران ہونے والے 100 ارب روپے سے زائد کے اضافے کے علاوہ تھا۔

م س 11ء کے لیے مالیاتی خسارے کو 4 فیصد ہدف کی سطح تک محدود رکھنا واضح طور پر بہت مشکل تھا۔ ریفارمز جنرل سیکرٹریٹس کے نفاذ، جیسا کہ آئی ایم ایف سے اتفاق ہوا تھا، کے ممکنہ اثر اور بجلی کے نرخوں میں اضافے کے باعث گرانٹی کی صورتحال بدتر ہوئی۔ اس دوران بیرونی حسابات میں معمولی بہتری کی پیش گوئی تھی۔ ان تبدیلیوں کے باعث زری پالیسی میں تبدیلی ضروری ہو گئی تھی تاکہ گرانٹی کا دباؤ کم کیا جاسکے، چنانچہ اسٹیٹ بینک نے اپنے جولائی 2010ء کے زری پالیسی اعلان میں پالیسی ریٹ 50 پیسے پوائنٹس بڑھا کر 13 فیصد کر دیا۔ زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کی روداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کمیٹی کے تمام اراکین نے اتفاق رائے سے نشانیہ شرح سود میں اضافے کی سفارش کی تھی۔

تاہم پالیسی ریٹ میں اضافہ ہوتے ہی ملک میں تباہ کن سیلاب آیا جس سے زرعی اراضی کا خاصا حصہ متاثر ہوا۔ انفراسٹرکچر (مثلاً سڑکوں، ریل کی پٹریوں، نہری نظام، مواصلات، سرکاری عمارتوں وغیرہ) کو شدید نقصان پہنچا اور دو کروڑ سے زائد افراد بے گھر ہوئے۔ نتیجتاً، غذائی گرانٹی میں بے حد اضافہ ہوا اور وہ ستمبر 2010ء میں 21.2 فیصد ہو گئی جبکہ جولائی میں 12.8 فیصد تھی۔ اسی عرصے کے دوران عمومی گرانٹی بھی بڑھ گئی اور 337 پیسے پوائنٹس اضافے کے ساتھ 15.7 فیصد ہو گئی۔

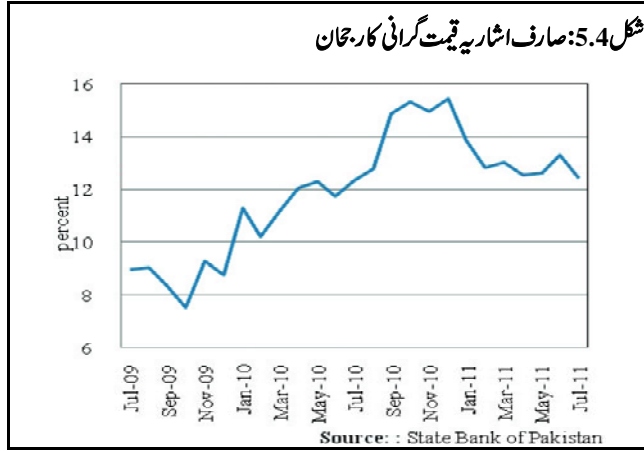
سیلاب کے باعث حکومت کی خسارہ کم کرنے کی کوششیں بھی متاثر ہوئیں۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اخراجات میں نمایاں اضافہ ہوا، ترجیحات ترقیاتی اخراجات سے سیلاب متاثرین کی بحالی میں تبدیل ہو گئیں اور محاصل کی وصولیوں کی کوششوں کو شدید چھکا پہنچا۔ بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کی بڑی حد تک مالکاری بینکاری نظام سے قلیل المدتی قرضے کے ذریعے کی گئی۔ بالخصوص اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری 24 ستمبر 2010ء تک سال کے آغاز سے ہی بڑھ کر 220.3 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ زربندیاں بھی اسی عرصے میں 9.4 فیصد کی توسیع ہوئی جبکہ یہ م س 10ء کے دوران پورے سال 11.4 فیصد توسیع ہوئی تھی۔

ان حالات میں اسٹیٹ بینک کے گرائی کے تخمینوں پر نظر ثانی کی گئی اور گرائی کی سطح بلند ہو کر 13.5 فیصد سے 14.5 فیصد کے درمیان رہنے کی پیش گوئی کی گئی۔ مزید برآں غذائی اشیاء کی درآمدات میں ممکنہ اضافے اور برآمدات میں سست روی کے باعث جاری حساب کا توازن بگڑنے کی بھی پیش گوئی کی گئی۔ ان معاملات کے گرائی پر اثرات کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2010ء کے اختتام کے زری پالیسی بیان میں اپنا پالیسی ریٹ 50 بیس پوائنٹس کے اضافے کے ساتھ 13.5 فیصد کر دیا۔

بندرتج زری سخت گیری کے باوجود گرائی کی صورتحال بدستور بدتر ہوتی گئی۔ مئی 11ء کی دوسری سہ ماہی میں غذائی گرائی بڑھ کر 20 فیصد سے زائد کی سطح پر پہنچ گئی۔ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری میں اضافے کا رجحان برقرار رہا اور اسٹیٹ بینک کے 29 نومبر کے زری پالیسی اعلان سے عین قبل 27 نومبر 2010ء کو یہ 251.3 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ اشیاء کی عالمی قیمتوں میں تیز اضافہ گرائی کی صورتحال کے لیے ایک اضافی خطرہ بن کر ابھرا۔ بالخصوص، تیل کی قیمت میں مئی 11ء کے ستمبر تا نومبر عرصے کے دوران نمایاں اضافہ ہوا۔<sup>3</sup> تاہم ان منفی چیزوں کا ایک مثبت پہلو بھی تھا کیونکہ کپاس اور ٹیکسٹائل پر مبنی برآمدات کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کا جاری حسابات پر انتہائی مثبت اثر مرتب ہوا۔ تاہم اس وقت بیرونی شعبے پر مجموعی اثر خاصا غیر یقینی تھا۔ اگرچہ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں جاری حسابات کے توازن میں نمایاں بہتری ظاہر ہوئی تاہم نومبر 2010ء میں اس میں ایک بار پھر بگاڑ پیدا ہو گیا۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے نومبر 2010ء میں اپنا پالیسی ریٹ مزید 50 بیس پوائنٹس کے اضافے کے ساتھ بڑھا کر 14 فیصد کر دیا۔ زری پالیسی کمیٹی کے اجلاسوں کی روداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آٹھ اراکین میں سے چھ نے پالیسی ریٹ میں 50 بیس پوائنٹس اضافے اور ایک رکن نے 100 بیس پوائنٹس اضافے کے حق میں رائے دی جبکہ ایک اور رکن نے پالیسی ریٹ 13.5 کی شرح پر برقرار رکھنے کے حق میں رائے دی۔ اس اعلان کے ساتھ پالیسی ریٹ میں مجموعی اضافہ سال کی پہلی ششماہی کے دوران 150 بیس پوائنٹس تک پہنچ گیا۔

#### زری پالیسی موقف، سختی سے برقراری تک: مالی سال 2011ء کی دوسری ششماہی

اگرچہ ٹیکس وصولی کے دائرہ کار میں توسیع کے لیے مالیاتی اصلاحات کے نفاذ کو التوا میں رکھا گیا تاہم حکومت نے اپنی قرض گیری اسٹیٹ بینک سے کمرشل بینکوں کی جانب منتقل کرنے کی ٹھوس کوششیں کیں۔ دسمبر 2010ء کے وسط سے حکومت نے



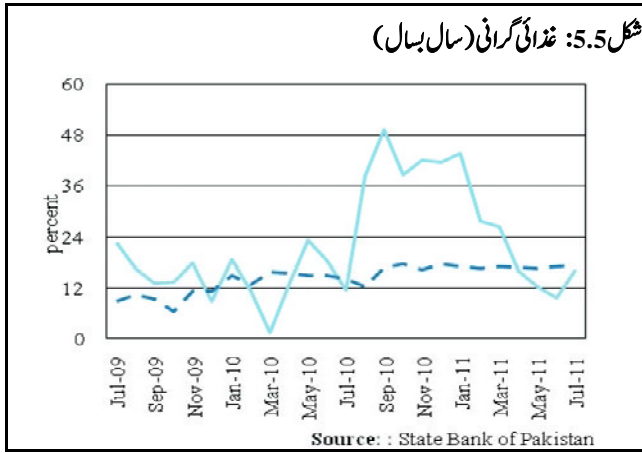
مرکزی بینک کو اپنے قرضے بندرتج ادا کرنے شروع کر دیے۔ حکومت نے ڈیڑھ ماہ (11 دسمبر 2010ء سے 29 جنوری 2011ء تک) کے دوران 214.1 ارب روپے کے قرضے ادا کیے۔ علاوہ ازیں بیرونی حساب کی صورتحال کو لاحق خطرات کم ہو رہے تھے نیز ایک بار رسدی شعبے کی خرابیوں کا اثر زائل ہونے کی صورت میں گرائی کا دباؤ کم ہونے کی بھی توقع تھی۔ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں زری سخت گیری کے بندرتج اثر کے علاوہ ان تبدیلیوں نے اسٹیٹ بینک کو اپنا زری پالیسی موقف بندرتج سخت گیری سے برقراری کی جانب لے جانے کا موقع دیا۔ اسٹیٹ بینک نے جنوری 2011ء کے زری پالیسی اعلان میں اپنا پالیسی ریٹ بغیر کسی تبدیلی کے 14 فیصد کی شرح پر برقرار رکھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پالیسی ریٹ کو بغیر تبدیلی کے برقرار رکھنے کی سفارش کے معاملے میں زری پالیسی کمیٹی میں خاصا اختلاف تھا۔ آٹھ اراکین میں سے تین کی رائے تھی کہ پالیسی ریٹ میں اضافہ کیا جانا چاہیے کیونکہ گرائی کی سطح بلند ہونے کے خطرات زیادہ تھے۔<sup>4</sup> زری بنیاد کی فراہمی میں یکم جولائی 2010ء سے 15 جنوری 2011ء کی مدت کے دوران 16.5 فیصد کی توسیع ہوئی جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ 11.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جنوری 2011ء میں پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہ کرنے اور اسے برقرار رکھنے کا دوراندیشانہ فیصلہ درست ثابت ہوا۔ حکومت نے اپنی قرض گیری کا رخ اسٹیٹ بینک سے کمرشل

<sup>3</sup> پاکستان کے درآمدی تیل پر انحصار کے سبب تیل کی قیمتوں میں تبدیلیوں کے گرائی کی صورتحال پر بلا واسطہ اور بالواسطہ، دونوں ذرائع سے ٹھوس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

<sup>4</sup> پانچ اراکین نے سابق صورتحال برقرار رکھنے، یعنی سود کی شرحوں میں تبدیلی نہ کرنے کے حق میں رائے دی۔

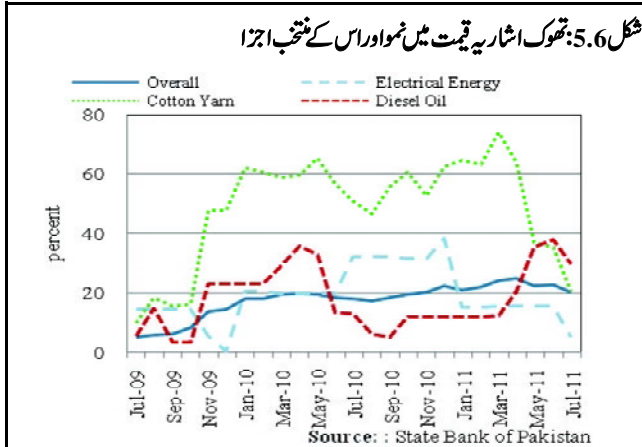


بینکوں کی جانب تبدیل کرنے کے وعدے کی پاسداری کی۔ اس کے باوجود نہایت ضروری مالیاتی اصلاحات (خصوصاً محصولات کی تخلیق کے لیے) کے نفاذ میں تاخیر ہو گئی۔<sup>5</sup> حقیقی اطمینان بیرونی شعبے میں بہتری سے آیا۔ برآمدات میں ٹھوس نمو اور بیرون ملک پاکستانیوں کی جانب سے بھیجی جانے والی ترسیلات زر میں قابل ذکر اضافے کی وجہ سے جاری حسابات کے توازن میں نمایاں بہتری واقع ہوئی۔ ان مثبت امور کے باعث اسٹیٹ بینک اپنے دو آئندہ زری پالیسی بیانات (26 مارچ اور 21 مئی 2011ء) میں اپنا پالیسی ریٹ بغیر تبدیلی کے برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکا۔

میں 11ء میں عمومی گرانی 13.9 فیصد رہی۔ اس کے مقابلے میں گزشتہ سال یہ 11.7 فیصد تھی (جبکہ اس کا اساسی سال 2000-01ء تھا)۔ اگرچہ یہ بڑی حد تک اسٹیٹ بینک کے 14 فیصد اور 14.5 فیصد کے تخمینوں کے مطابق تھی۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے مؤثر زری انتظام کے باوجود سرکش گرانی پر اشاعتی ذرائع ابلاغ اور کاروباری طبقوں کیچھ تنقید کی۔<sup>6</sup> چنانچہ اسٹیٹ بینک میں یہ احساس بڑھتا گیا کہ معاشی سرگرمیاں بڑی حد تک رسدی شعبے کے عوامل مثلاً توانائی کی قلت، سلاستی کے خطرات اور معاشرتی و سیاسی غیر یقینی صورتحال کے باعث محدود ہوئی ہیں۔ لہذا پالیسی کی تشکیل میں توازن قائم کرنے کی ضرورت تھی۔

#### مالی سال 2012ء کے لیے گرانی کا ہدف اور سال کے آغاز میں زری نرمی

میں 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران زری سخت گیری کے بتدریج اثر، اسٹیٹ بینک سے حاصل شدہ گراں قرضوں کی بتدریج ادائیگی (میں 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران) اور جی ڈی پی کے 4 فیصد مالیاتی خسارے کے ہدف کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک نے مالی سال 2012ء کے لیے گرانی 11.5 سے 12.5 فیصد کی حد کے اندر رہنے کی پیش گوئی کی تھی۔ بیرونی شعبے میں مسلسل بہتری کے علاوہ ان تبدیلیوں نے بھی اسٹیٹ بینک کو اپنا زری پالیسی موقف تبدیل کرنے کی تھوڑی گنجائش مہیا کی۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے دو متواتر زری پالیسیوں میں اپنا پالیسی ریٹ 200 پیس پوائنٹس کی کمی کے ساتھ 12.0 فیصد کر دیا۔



بہر کیف ہم اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ مالیاتی حسابات میں کمزوری اس سال گرانی کی صورتحال کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ لہذا اہم مالیاتی اصلاحات، بالخصوص محاصل کی تخلیق اور خسارے میں چلنے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی تشکیل نو سے متعلق اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ تاہم ہم پُر اعتماد ہیں کہ حکومت اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری کی حکم رکھنے کے وعدے کی پاسداری کرے گی اور بیرونی ماکاری کے غیر روایتی ذرائع تہی سے تلاش کرے گی۔

#### 5.2 گرانی

میں 11ء کے لیے سالانہ اوسط گرانی 13.7 فیصد تھی جبکہ اس کے مقابلے میں

گزشتہ سال یہ 10.1 فیصد تھی۔ میں 11ء کے ابتدائی حصے میں آمدہ سیلاب گرانی کا بڑا سبب ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قیمتوں میں دوہندی اضافہ کم و بیش ناگزیر تھا۔

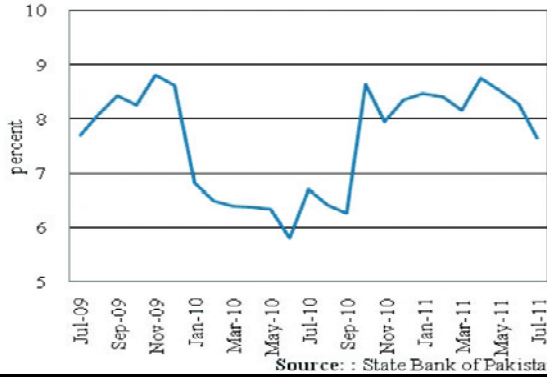
<sup>5</sup> بالخصوص، اہم مالیاتی اصلاحات، بشمول ٹیکس کے دائرہ کار کی زرعی شعبے تک توسیع، خسارے میں چلنے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی تنظیم نو اور ریٹائرڈ جنرل سٹورٹس کے نفاذ کے ضمن میں حکومت بڑی حد تک غیر فعال رہی۔ تفصیلات کے لیے سرکاری مالیات سے متعلق باب ملاحظہ کیجیے۔

<sup>6</sup> اس تنقید کا رد عمل حکومت کی جانب سے میں 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض گیری اور سال کے آغاز میں شدید سیلاب کے باعث رسدی رکاوٹوں کی جانب توجہ مبذول کرانے کے دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر اسٹیٹ بینک سال کی پہلی ششماہی کے دوران زری سخت گیری جاری نہ رکھتا تو سالانہ گرانی میں 11ء کی سطح سے نمایاں طور پر بلند ہوتی۔

<sup>7</sup> یہ سیکشن نئے اساسی پر مبنی ہے جس کا اساسی سال 2007-08ء ہے۔ قیمتوں کے مختلف اشاریوں کے رجحانات کی تفصیلات کے لیے اسٹیٹ بینک کا ماہانہ انفلیشن مانیٹر مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ کیجیے:

<http://www.sbp.org.pk/publications/inflationMonitor/index.htm>

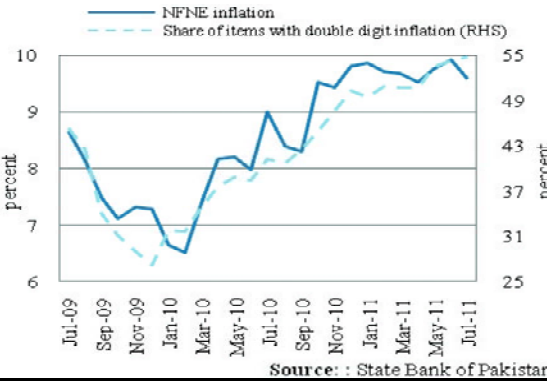
شکل 5.7: اشاریہ کرایہ مکان (سال بسال نمو)



ناپائیدار اشیا کی قیمتیں زیادہ تر سیلاب سے متاثر ہوئیں کیونکہ رسد میں شدید رکاوٹیں حائل تھیں۔ م س 11ء میں ناپائیدار اشیا کی قیمتوں میں اوسط گرانی 29.8 فیصد رہی۔ اس کے مقابلے میں م س 10ء میں یہ 15.0 فیصد تھی۔ تاہم دیگر غیر ناپائیدار اشیا، جن کے لیے پیداوار اور رسد سیلاب سے بڑی حد تک متاثر نہیں ہوئیں، کی قیمتوں میں بھی سال کے دوران خاصا اضافہ ہوا۔

غیر ناپائیدار غذائی اشیا اور بالعموم غیر غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ایک حد تک اشیا کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کا نتیجہ تھا۔ خوردنی تیل، شکر، کپاس، خام تیل، نیز پٹرولیم مصنوعات اور دھاتوں کی بلند عالمی قیمتوں نے مجموعی طور پر ملکی قیمتوں پر بالائی دباؤ برقرار رکھنے میں بلا واسطہ یا بالواسطہ اہم کردار ادا کیا۔

شکل 5.8: قوزی گرانی اور اس کا نفوذ



تھوک اشاریہ قیمت کارمجان، جوم س 11ء میں اوسطاً 21.1 فیصد رہا، اشیا کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا غماز ہے۔ م س 11ء کے وسط میں کپاس کی قیمتوں میں ڈرامائی اضافہ اور تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں م س 11ء کے پیشتر حصے میں مسلسل اضافہ تھوک اشاریہ قیمت گرانی کے اہم محرکات تھے۔ تاہم م س 11ء کے آخر میں چونکہ اشیا کی عالمی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی اس لیے ملکی تھوک قیمتوں میں بھی یا تو ٹھہراؤ آیا یا مابانہ بنیاد پر کمی واقع ہوئی۔

اگرچہ م س 11ء میں اشیا کی عالمی قیمتوں کا کردار اہم تھا، تاہم ملکی پالیسی فیصلوں، مثلاً بجلی پر زر عانت کا بتدریج خاتمہ اور سبز ٹیکس نیٹ میں مزید اشیا اور خدمات کی شمولیت نے بھی گرانی کا دباؤ برقرار رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مکانات کے کرایوں میں بھی تعمیرات کی بڑھتی ہوئی لاگتوں کے نتیجے میں اضافہ ہوا۔ اس رجحان نے صارف اشاریہ قیمت میں اپنے وزن کی وجہ سے عمومی گرانی میں اہم کردار ادا کیا۔<sup>8</sup>

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں حکومت کے بارے میں گراں مالیات مثلاً مرکزی بینک سے قرض استعمال کرنے کا تصور گرانی کی توقعات پوری ہونے کو تقویت پہنچاتا ہے۔ تاہم اب تک حکومت نے م س 11ء کی گذشتہ دوسہ ماہیوں میں اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری کی سطح کم کرنے کا انتظام کر لیا ہے، جو آئندہ کی توقعات کی روک تھام کے لیے اہم ہے۔

گرانی کی ایسی توقعات معیشت میں اشیا کی وسیع البہیاد نوع کی گرانی میں محسوس کی جاسکتی ہیں۔ دو ہندی گرانی ظاہر کرنے والی اشیا کی شرح فیصد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ نومبر 2009ء میں یہ شرح 29 فیصد تھی جو جولائی 2011ء میں بڑھ کر 55 فیصد ہو گئی۔<sup>9</sup> غیر غذائی غیر توانائی گرانی، جو قوزی گرانی کا ایک پیمانہ ہے، م س 11ء میں مستقلاً بڑھ کر اوسطاً 9.4 فیصد ہو گئی جو معیشت میں گرانی کے مستقل دباؤ کی عکاسی کرتی ہے۔

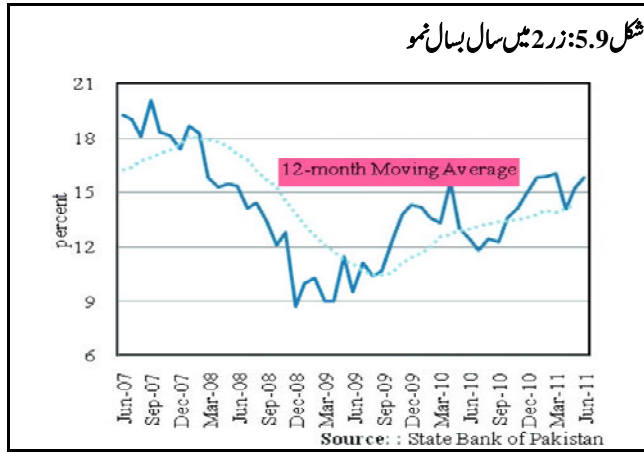
مستقل گرانی کی تصدیق ایک داخلی سروے سے ہو چکی ہے جو گرانی کی توقعات کی ماضی بین نوعیت کی نشاندہی کرتا ہے۔<sup>10</sup> چنانچہ م س 2012ء کے لیے حکومت نے گرانی کا جو 12 فیصد ہدف مقرر کیا ہے اس میں بظاہر گرانی کا یہ تسلسل شامل ہے۔

<sup>8</sup> اشاریہ کرایہ مکان کا صارف اشاریہ قیمت میں فی الوقت وزن 21.81 فیصد ہے۔

<sup>9</sup> اس کا مطلب یہ ہے کہ نومبر 2009ء سے دو ہندی گرانی کا مظاہرہ کرنے والی اشیا کی تعداد میں ہر مہینے اوسطاً 6 کا اضافہ ہوتا رہا ہے۔

<sup>10</sup> ماضی بین توقعات کا مطلب یہ ہے کہ صارفین اور پیدا کنندگان گرانی کی پیش گوئی کے ضمن میں اس کی ماضی کی سطح استعمال کرتے ہیں۔

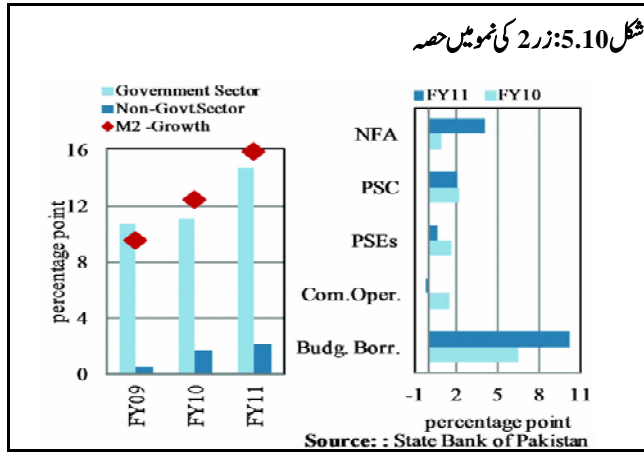




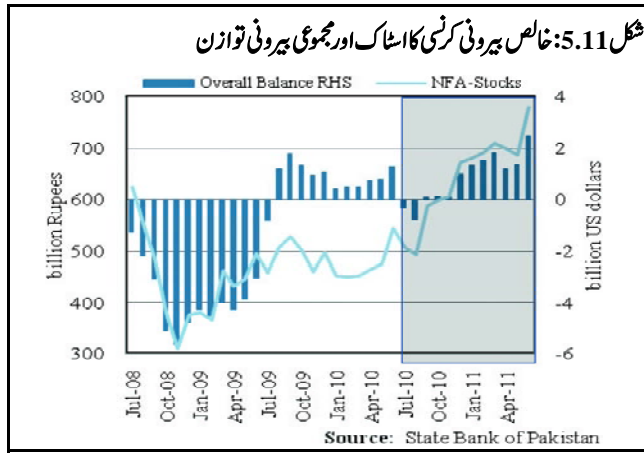
دراصل ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مئی 2012ء کے دوران گرانی میں کمی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ ایشیا کی عالمی قیمتیں کم ہوئی ہیں اور اس سال ان میں مزید کمی متوقع ہے۔ ان قیمتوں سے متعلق پیش گوئی کرنا انتہائی مشکل ہے، لیکن یورو زون کے قرضہ جاتی بحران، ترقی یافتہ ممالک میں معیشتوں کی کمزور بحالی، ترقی پذیر ممالک، جو گرانی پر قابو پانے کے خواہاں ہیں، میں بڑھتی ہوئی نشانیہ شرحوں اور مئی 11ء میں زرعی ایشیا کی بلند قیمتوں کے رد عمل کے طور پر بڑھتی ہوئی زرعی مجموعی پیداوار کے باعث ہمارے پاس یہ سمجھنے کا جواز ہے کہ ایشیا کی عالمی قیمتوں میں مئی 2012ء میں کمی واقع ہوگی۔ تاہم ملکی معیشت میں زراعت کے خاتمے سے ملک کو ایشیا کی منڈی میں تلوں کا سامنا ہوگا اور ملکی قیمتوں کی سطحوں کا رجحان اسی کے مطابق رہنے کی توقع ہے۔

معیشت کو درپیش ایک بڑا خطرہ خام تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے ہوگا۔ اگرچہ خام تیل کی قیمت میں مئی جولائی 2011ء میں کمی واقع ہوئی تھی تاہم ان میں تنظیم برائے اقتصادی تعاون کے غیر رکن ممالک کی جانب سے طلب میں متوقع اضافہ، جو اوپیک کے رکن ممالک کی مجموعی پیداوار میں اضافے سے زائد رہنے کا امکان ہے، کی وجہ سے دوبارہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ تیل کی قیمتوں میں مضر گرانی خاصی بلند ہے اور قیمت سے متعلق پیش گوئیاں غیر یقینی ہیں۔ زراعت کی عدم موجودگی میں تیل کی منڈیوں میں تغیر سے معیشت متاثر ہوئی ہے۔ تاہم دوسری جانب ملک کے مالیاتی خلا اور اس کے نتیجے میں گرانی کی توقعات پر قابو پانے کے لیے زراعت کا خاتمہ ضروری ہے۔

جدول 5.1: زر مجموعی						
بہاؤ در روپے، نمونہ فیصد میں						
فیصد نمو						
مئی 11ء	مئی 10ء	مئی 11ء، پہلی ششماہی	مئی 10ء، پہلی ششماہی	مئی 11ء	مئی 10ء	
15.9	12.5	399.5	300.4	918.0	640.0	زرو سچ (زر)
43.1	10.0	108.2	47.5	235.0	49.4	خالص بیرونی اثاثے
62.1	25.0	131.1	57.8	235.3	75.9	اسٹیٹ بینک
-0.2	-13.7	-22.8	-10.2	-0.3	-26.4	جدولی بینک
13.1	12.7	291.3	252.8	682.9	590.6	خالص ملکی اثاثے
4.9	9.6	-81.7	-24.6	48.7	86.4	اسٹیٹ بینک
14.9	13.5	373.0	277.4	634.2	504.2	جدولی بینک
جس میں						
23.7	20.0	318.4	285.2	579.6	406.6	حکومتی قرض گیری
29.3	19.7	281.7	199.6	590.2	330.4	برائے اعانت میزانیہ
-0.7	3.8	-100.4	106.6	-8.0	44.0	اسٹیٹ بینک
74.5	55.5	382.1	93.0	598.2	286.4	جدولی بینک
-3.8	22.9	34.2	85.0	-15.7	77.0	اجناسی سرگرمیاں
4.7	6.2	-21.3	-18.0	158.5	198.8	غیر سرکاری شعبہ
4.0	3.9	-42.0	-11.7	121.3	112.9	نئی شعبے کو قرضہ
10.3	31.9	20.6	-8.0	36.3	85.0	پنپا ایس ایز کو قرضہ
9.2	2.5	-5.7	-14.5	-55.1	-14.9	دیگر خالص مددات
ماخذ: بینک دولت پاکستان						



یہ بات قابل ذکر ہے کہ بہتر مالیاتی نظم و ضبط کے باوجود بھی گرانی کی توقعات موجودہ رہ سکتی ہیں۔ بجلی اور قدرتی گیس کی قلت کی شکل میں رسدی رکاوٹیں، مقررہ قیمتوں کی تبدیلی میں عدم استقلال اور سلامتی سے متعلق خدشات نہ صرف گرانی کے ضمن میں کردار ادا کریں گے بلکہ ان کے باعث مستقبل میں قیمتوں میں اضافے کے اندیشوں کو بھی تقویت ملے گی۔ حکومت کی کمزور مالیاتی پوزیشن کی بنا پر ترقیاتی اخراجات میں کمی اور معیشت میں معینہ سرمایہ کاری کی کم سطح کی وجہ سے مجموعی رسد میں توسیع کا امکان بہت کم ہے۔ چنانچہ طلب اور رسد کا فرق برقرار رہنے اور گرانی کے دباؤ کا باعث بننے کی توقع ہے۔



مسلل گرانی اور اس کی توقعات کے باوجود ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ چند مہینوں میں گرانی کم ہوگی کیونکہ گذشتہ سال آنے والے سیلاب کے دوران قیمتوں کی بلند سطح تعین کی بنیاد بن گئی ہے۔ اشیاء کی عالمی قیمتوں میں کمی اور گرانی کی توقعات پر قابو پانے نیز استعداد کاری کے لیے نجی شعبے کو قرضوں کی آزادانہ فراہمی کے ضمن میں مالی استحکام کے لیے ٹھوس اقدامات کے باعث بھی گرانی میں کمی کی رفتار تیز ہو سکتی ہے۔

### 5.3 زرعی مجموعوں میں رد و بدل

زر وسیع (زرر 2) کی رسد میں ایک اور سال قابل ذکر نمو ہوئی۔ زر وسیع میں م س 11ء میں 15.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال یہ اضافہ 12.5 فیصد تھا (جدول 5.1)۔ زرر 2 میں سال بسال ماہانہ نمو م س 2008ء کی پہلی ششماہی

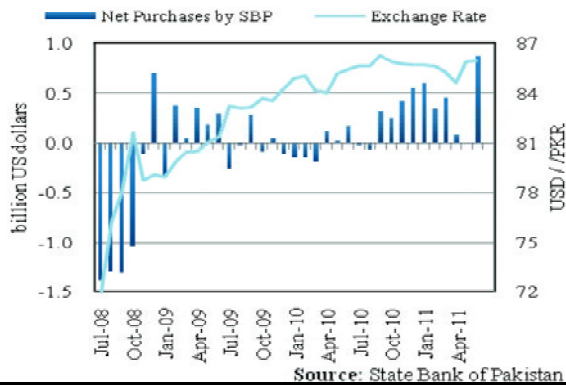
کے دوران شدید سست روی کا شکار رہنے کے دسمبر 2008ء سے اضافے کا رجحان ظاہر کرتی ہے (شکل 5.9)۔ حالیہ برسوں میں زرر 2 کی نمو کا بیشتر حصہ سرکاری شعبے سے متعلق تھا جس کے باعث نجی شعبے کی سرگرمیوں کے لیے گنجائش محدود ہوئی۔ م س 11ء میں مالیاتی اہداف کی بڑھتی ہوئی خلاف ورزی کی وجہ سے بینکاری کے تقریباً 80 فیصد وسائل میزانی مالکاری کی ضروریات کے لیے بروئے کار لائے گئے۔ مزید برآں نیم مالی سرگرمیوں، مثلاً اجناسی کارروائیوں اور سرکاری شعبے کو قرضے کی فراہمی کا بوجھ بھی ملکی بینکاری وسائل پر پڑا (شکل 5.10)۔

م س 11ء میں زرر 2 کی نمایاں ترین خصوصیت بینکاری نظام کے بیرونی اثاثوں میں نمایاں اضافہ ہے۔ یہ رجحان گذشتہ تین برسوں میں ہونے والی نمو، جب خالص بیرونی اثاثوں میں مجموعی طور پر 439.6 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی تھی، کے بالکل برعکس ہے۔ ایک اور مثبت پیش رفت مرکزی بینک سے قرض گیری کے ذریعے خسارے کی تسلیک میں کمی ہے۔ حکومت نے اسٹیٹ بینک سے طے شدہ قرض گیری کی حدود کی پابندی کی اور م س 11ء کی جنوری تا جون کی مدت کے دوران مرکزی بینک کو 100.4 ارب روپے کے قرضے واپس کیے۔ تاہم قرض گیری کی حدود کی پابندی صرف سہ ماہیوں کے اختتام تک کی، جبکہ حکومت نے ہر سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک سے قرض گیری جاری رکھی۔

#### 5.3.1 خالص بیرونی اثاثے

ملک کے بیرونی حسابات میں، بہتری کے بعد بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں پر دباؤ بتدریج کم ہو گیا۔ بینکاری نظام کے اثاثوں میں م س 11ء کے دوران 235.0 ارب کا اضافہ دیکھا گیا، جو م س 10ء کے 49.4 ارب روپے کے اضافے کے مقابلے میں، بہت زیادہ ہے (شکل 5.11)۔

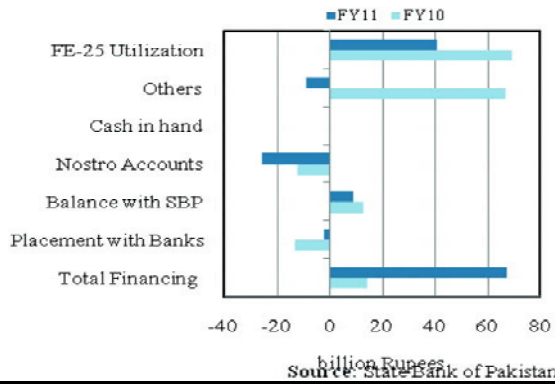
شکل 5.12: بازار مبادلہ میں مرکزی بینک کی مداخلت



بینکاری نظام کے اندر خالص بیرونی اثاثوں میں اضافے کا بنیادی محرک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ تھا۔ کثیر فریقی ایجنسیوں سے سرمائے کی آمد، لاجسٹک سپورٹ فنڈ اور دیگر بیرونی گرانٹس سے اس رجحان کو مدد ملی۔ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کو بھی زرمبادلہ کی منڈیوں میں خریداریوں سے تقویت ملی۔ بالخصوص زرمبادلہ کی منڈیوں میں اسٹیٹ بینک کی فعال شرکت سے سال کے دوران مبادلہ شرحوں میں ناپائیداری کم کرنے میں مدد ملی (شکل 5.12)۔

مرکزی بینک کے محفوظ اثاثوں کے برخلاف جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں سال کے دوران 0.3 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی۔ اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ کی فروخت کے علاوہ ایف ای 25 ڈپازٹس سے کم آمد اور بیرونی کرنسی کے قرضوں میں اضافے کے باعث جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے محدود رہے۔ درحقیقت، گزشتہ دو برسوں میں برآمدی مالکاری اسکیم کی شرح میں مسلسل اضافے اور اس کے علاوہ عالمی سطح پر سود کی مستقل کم شرحوں کی صورت حال کے باعث بیرونی کرنسی کے قرضوں اور برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت مالکاری کے مابین سود کی شرحوں کا فرق بڑھا۔ ایک مستحکم شرح مبادلہ کے ساتھ اس پیش رفت نے تاجروں (برآمد کنندگان اور درآمد کنندگان) کو برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت مالکاری کو کم لاگت کے بیرونی کرنسی کے قرضوں سے تبدیل کرنے کی اجازت دی جس کے نتیجے میں مئی 11ء میں بینکوں کی جانب سے نوٹروا کاؤنٹس میں رکھوائی جانے والی رقم میں کمی واقع ہوئی۔ ایف ای 25 ڈپازٹس کے استعمال میں اس تبدیلی کے باعث جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں مزید کمی واقع ہوئی (شکل 5.13)۔

شکل 5.13: ایف ای 25 کا استعمال



جدول 5.2: خالص ملکی اثاثوں کی نمونہ حصہ

مئی 11ء	مئی 10ء	مئی 09ء	
13.1	12.7	15.4	خالص ملکی اثاثوں کی نمونہ
11.3	7.1	7.9	میزانی قرض گیری
-0.3	1.7	5.2	اشیائی خریداری
2.3	2.4	0.4	پی ایس سی
0.7	1.8	3.8	سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے
-1.0	-0.3	-1.9	ادائی این
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

### 5.3.2 خالص ملکی اثاثے

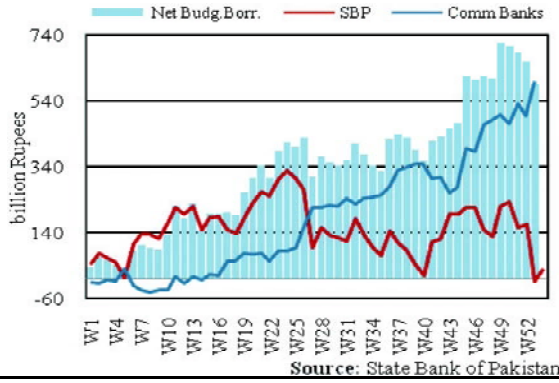
بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں مئی 11ء کے دوران 13.1 فیصد کی نمو ہوئی جو مئی 10ء کی 12.7 فیصد نمو کے مقابلے میں معمولی سی زیادہ ہے۔ اس کا باعث بننے والے عوامل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خالص ملکی اثاثوں میں توسیع کا بڑا حصہ میزانی مالکاری سے آیا جبکہ مئی 11ء کے دوران اجناسی کارروائیوں اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض گاری کا حصہ کم ہوا (جدول 5.2)۔

### اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری

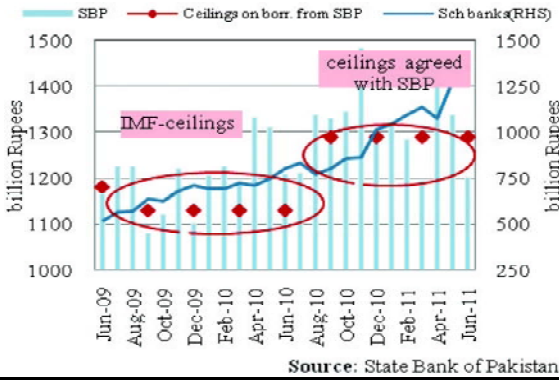
بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری مئی 11ء میں 590.2 ارب روپے کی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی، جبکہ گزشتہ سال یہ قرض گیری 330.4 ارب روپے تھی۔ اس کے علاوہ حکومت نے فنڈنگ کے دیگر ملکی ذرائع سے بھی 424.0 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے۔ مالیاتی اہداف کی خلاف ورزیوں اور بیرونی مالکاری میں کمی کے باعث حکومت کے پاس سوائے ملکی ذرائع پر انحصار کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔



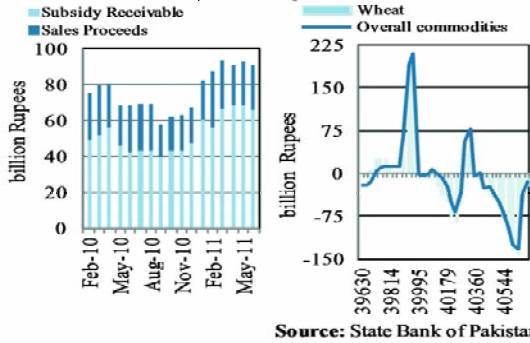
شکل 5.14: بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری (مجموعی بہاؤ)



شکل 5.15: بینکاری نظام سے خالص میزانی قرض گیری کا اسٹاک



شکل 5.16: اجناس کی مالکاری



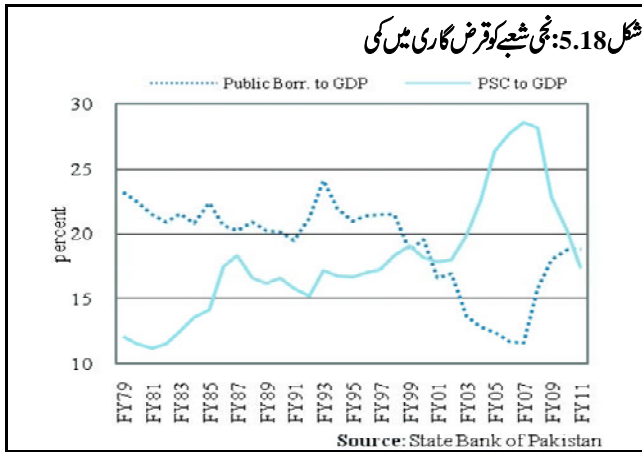
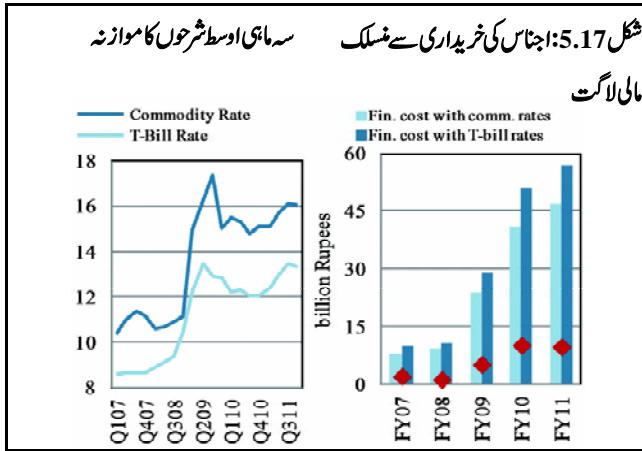
تاہم س 11ء کے دوران ایک اہم پیش رفت میزانی قرض گیری کی اسٹیٹ بینک سے جدولی بینکوں کو خوش آئند منتقلی تھی۔ خاص طور سے حکومت نے س 11ء کے دوران مرکزی بینک 8 ارب روپے کے قرضے ادا کیے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ س 11ء کی جولائی نومبر کی مدت کے دوران خسارے کی مالکاری کا بوجھ اسٹیٹ بینک پر مرکوز رہا۔ ایسا صرف نومبر 2010ء کے بعد ہوا کہ حکومت کی مالکاری کے طرز میں تبدیلی واقع ہوئی اور اس نے اسٹیٹ بینک سے ایک مفاہمت کے سبب مرکزی بینک سے قرض گیری پر انحصار کم کر دیا (شکل 5.14)۔ حسب سابق بڑے مالی خسارے کے باعث حکومت آئی ایم ایف کے ایس بی اے پروگرام کے تحت طے شدہ قرضہ جاتی حدود کی پابندی نہیں کر سکی اور مرکزی بینک سے قرض گیری کی مقررہ حد کی س 10ء کی آخری دوسہ ماہیوں میں خلاف ورزی کی گئی۔ س 11ء کی جولائی نومبر کی مدت کے دوران بھی یہ رجحان جاری رہا اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے قرض کی فراہمی 247.7 ارب روپے کی سطح پر پہنچ گئی جس سے گرانی کی صورتحال کو کافی خطرہ لاحق ہے۔

مرکزی بینک سے بھاری قرض گیری کے مجموعی کئی معیشت پر منفی اثرات اور مؤثر زرعی انتظام کے پیش نظر حکومت اور اسٹیٹ بینک نے حکومتی قرض گیری کی ایک حد مقرر کرنے کے سلسلے میں باہمی اتفاق کیا۔<sup>11</sup> مرکزی بینک سے قرض گیری نومبر 2010ء کے بعد بدستور اسٹیٹ بینک سے طے شدہ حدود کے اندر رہی۔ سہ ماہیوں کے اختتام پر حکومت کی جانب سے قرض گیری کی مقررہ حدود کی پابندی نہایت حوصلہ افزا معلوم ہوتی ہے۔ تاہم ان پابندیوں پر ہر سہ ماہی کے دوران عمل نہیں کیا گیا اور حکومت نے س 11ء کی آخری دوسہ ماہیوں کے ہمراہ میں اوسطاً 133.5 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے (شکل 5.15)۔ اسی عرصے میں جدولی بینکوں سے حکومتی قرض گیریوں میں اضافہ ہوا کیونکہ مالی خسارے کے مجموعی حجم کو کم کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں تھا۔

مالی سال 11ء کے دوران جدولی بینک 598.2 ارب روپے کی میزانی ضروریات کی مالکاری کر سکے۔ اجناس کی خریداری کے ضمن میں حاصل کردہ قرضوں کی ادائیگی اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے کی کم فراہمی کے باعث بینک حکومت کی قرضوں کی خواہش پوری کرنے کے قابل ہو سکے۔

س 11ء کے دوران سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں قرضوں کی فراہمی میں کمی واقع ہوئی اور س 11ء کے دوران بینکوں نے 36.3 ارب روپے کے قرضوں کی طلب پوری کی جبکہ گذشتہ مالی سال کے دوران بینکوں نے 85 ارب روپے کے قرضوں کی مالکاری کی تھی۔ سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں بیشتر اضافہ نقد کی کمی کا شکار سرکاری تیل اور بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں میں ہوا، جبکہ پاکستان اسٹیل ملز اور پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کی جانب سے بھی قرضوں کی طلب زیادہ رہی۔ یہ صورتحال ایک بار پھر خسارے میں چلنے والے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی تشکیل نو کی فوری ضرورت کی نشاندہی کرتی ہے۔

<sup>11</sup> حکومت مرکزی بینک سے اپنے واجب الادا قرضوں کے اسٹاک کو (نقد بنیاد پر) ستمبر 2010ء کی 1,155 ارب روپے کی سطح پر برقرار رکھنے پر رضامند ہو گئی۔



**اجناسی سرگرمیاں**  
اجناس کی مالکاری کے لیے حاصل کردہ قرضوں کی ادائیگی سال کے دوران ہونے والی چند مثبت چیزوں میں سے تھی۔<sup>12</sup> گزشتہ سال کی 77 ارب روپے کے خالص قرضوں کی فراہمی کے مقابلے میں مئی 11ء میں اجناس کی مالکاری کے ضمن میں حاصل کردہ قرضوں کی ادائیگی 15.7 فیصد تھی (شکل 5.16)۔

اجناسی سرگرمیوں کے تحت گندم کی مالکاری کے ضمن میں واجب الادا قرضوں کے اسٹاک میں نمایاں بہتری آئی۔ فاضل گندم کی برآمد کے بروقت فیصلے کے باعث خریداری کرنے والی ایجنسیوں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت بہتر ہوئی اور مئی 11ء کے لیے گندم کی خریداری کی گنجائش مہیا ہوئی۔ مزید برآں، گندم کی حقیقی خریداری ہدفی مقدار سے کم رہی۔ چنانچہ اجناس کی مالکاری کے لیے قرضوں کی طلب بھی کم رہی۔ اجناس کی خریداری کرنے والی وفاقی اور صوبائی ایجنسیوں نے مئی 11ء کے دوران گندم کی خریداری کے ضمن میں حاصل کردہ 23.1 ارب روپے کے قرضوں کی ادائیگی کی جو گزشتہ سال 48.4 ارب روپے کے اضافے کے برعکس ہے۔ مئی 11ء کے دوران گندم کی خریداری میں کمی کی عموماً رکاوٹ کا باعث تھے، بشمول: (1) ذخیرہ کاری کی مناسب سہولتوں کا فقدان کیونکہ خریداری کرنے والی ایجنسیوں کے پاس گندم کا ذخیرہ گزشتہ سال سے موجود تھا، (2) مالی بوجھ پر قابو پانے کی کوششوں کا فقدان، اور (3) حکومت سے واجب الوصول زر اعانت کی عدم وصولی (شکل 5.16)۔

گندم کے علاوہ مئی 11ء کے دوران چاول کی خریداری کے ضمن میں حاصل کردہ قرضوں کی بھی ادائیگی کی گئی۔ خریداری کرنے والی ایجنسیوں نے چاول کے ذخائر کی منڈی میں فروخت کے ذریعے قرضوں کی ادائیگی کی۔ اندرون ملک خریداری کے علاوہ بینکوں نے مئی 11ء کے دوران شکر اور کھاد کی درآمدات کے لیے بھی قرضے فراہم کیے۔

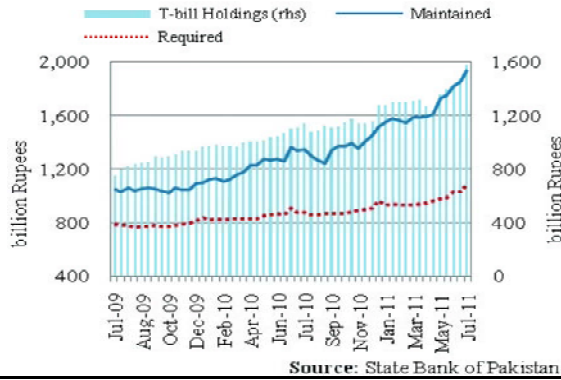
یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اجناس کی خریداری کے ضمن میں قرضے حکومت کے لیے گراں ہیں۔ حکومت ٹریڈری بلز کی یافت پر قرض لیتی ہے جبکہ اجناسی قرضے کی قیمت کا تعین کا بنیور سے اوپر ایک مقررہ حد کے ذریعے ہوتا ہے۔ چنانچہ اجناس کی گراں مالکاری کو منڈی پر مبنی قرض گیری سے تبدیل کرنے کی کوشش سے سود کی کم ادائیگیوں کے باعث حکومت کا مالی بوجھ کم ہو جائے گا (شکل 5.17)۔

#### 5.4 نجی شعبے کا قرضہ

نجی شعبے کے قرضے میں مئی 11ء کے دوران 4 فیصد کی معتدل نمو ہوئی جو مئی 10ء کی شرح نمو سے معمولی سی زیادہ ہے۔ قرضے کی کم نمو کا یہ مسلسل تیسرا سال ہے۔ چنانچہ مئی 11ء میں جی ڈی پی اور قرضے کا تناسب کافی کمی کے ساتھ 17.4 فیصد ہو گیا جبکہ مئی 2008ء میں یہ تناسب 28.6 فیصد تھا۔ قرضے کے اجزائے ترکیبی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مئی 11ء میں قرضے کی توسیع بڑی حد تک لازمی سرمائے کی ضروریات کی تکمیل کے لیے تھی کیونکہ خام مال، بالخصوص ٹیکسٹائلز، شکر، خوردنی تیل نیز فولاد اور لوہے کی صنعتوں کے لیے خام مال کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ کارپوریٹ اور ایس ایم ای کے شعبوں کو فراہم کردہ قرضوں کا 93.7 فیصد صرف روزمرہ کی کاروباری سرگرمی کے لیے استعمال ہوا۔

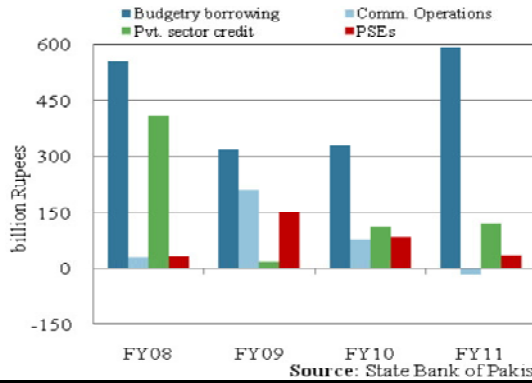
<sup>12</sup> اجناسی مالکاری قرضوں کی 'خود تصفیاتی نوعیت' (self liquidating nature) کے باوجود واجب الادا قرضوں کا اسٹاک حالیہ برسوں میں بڑھ گیا کیونکہ فروخت سے ہونے والی آمدنی کی مدد میں واجب الوصول رقم نیز پی سی پی اور پاسکواور خوراک کے صوبائی حکومتوں کے زر اعانت میں اضافہ ہو گیا۔

شکل 5.19: بینکاری نظام کی سیالیت



میں 11ء کے دوران ایس ایم ای شعبے کو قرضے کی توسیع نیز ایس ایم ای قرض گیاروں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ طلب اور رسد کے دونوں ہی شعبے سست روی کا شکار تھے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی قرضوں کی طلب سود کی زائد شرحوں، بجلی اور گیس کی مسلسل قلت، بینکوں سے قرضوں کے حصول کے لیے ضمانت اور دستاویزات کی زیادہ شرائط کے سبب کم رہی۔ رسد کے حوالے سے بھی بینک اس نسبتاً خطر شعبے میں قرضوں کی فراہمی کے سلسلے میں شش و پنج کا شکار تھے۔ تاہم ایس ایم ای شعبے کے مقابلے میں م س 11ء کے دوران نمایاں اضافہ ہوا۔ کپاس اور شکر کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے اور بیرون ملک (برآمدات کے لیے) سے ٹیکسٹائل مصنوعات کی ٹھوس طلب کے نتیجے میں کاروباری سرگرمیوں کی بحالی کے سبب کارپوریٹ شعبے میں قرضوں کی طلب پیدا ہوئی۔ اس شعبے میں سال کے دوران قرض گیاروں کی تعداد اور قرضہ دونوں ہی میں اضافہ ہوا۔

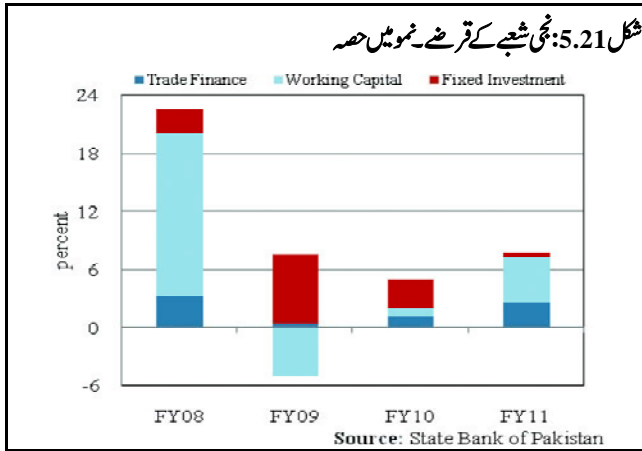
شکل 5.20: نجی شعبے کو قرض گاری میں رکاوٹ



لازمی سرمائے کے لیے قرضوں کے مقابلے میں استعداد کاری کے لیے قلیل مدتی قرضوں کی رفتار سست رہی۔ م س 11ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری پر مبنی قرضوں میں شدید کمی واقع ہوئی جس سے توانائی کی قلت، سلامتی کے خدشات اور بڑھتی ہوئی کاروباری لاگتوں کے باعث کمزور سماجی اور اقتصادی صورتحال کی غمازی ہوتی ہے۔

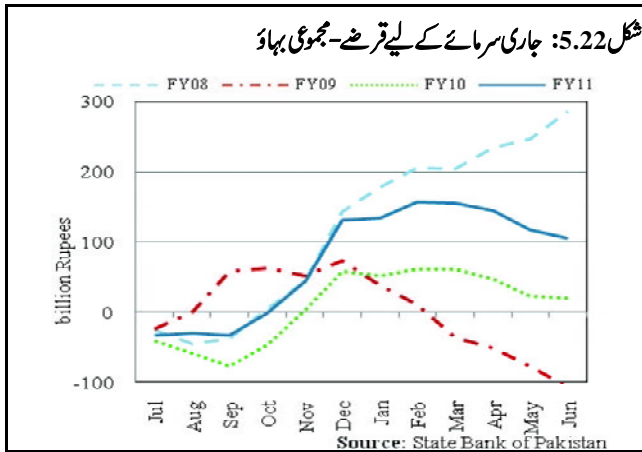
قرضوں کی فراہمی کے ضمن میں بینکوں نے نجی شعبے کو قرضے مہیا کرنے کے بجائے سیال اثاثوں میں سرمایہ کاری کو ترجیح دی (شکل 5.18 اور 5.19)۔ خطرے سے پاک حکومتی تمسکات میں منافع کی زائد شرحوں پر سرمایہ کاری کے مواقع اور بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں

جدول 5.3: نجی شعبے کے قرضوں میں سال بسال نمو						
ارب روپے						
معینہ سرمایہ کاری		جاری سرمایہ		تجارتی قرضہ		
م س 11ء	م س 10ء	م س 11ء	م س 10ء	م س 11ء	م س 10ء	
11.0	62.1	105.3	20.8	56.7	23.1	نجی شعبہ (قرضے)
0.6	8.7	9.8	-1.0	0.6	-0.6	الف۔ زراعت، شکار اور جنگل بانی
-3.0	13.9	82.6	3.7	42.2	14.2	ب۔ اشیاء سازی
9.1	-2.1	51.0	9.3	0.9	3.6	غذائی اشیاء ساز
-5.9	8.7	20.5	-23.3	29.9	1.7	بیکسٹائل اشیاء ساز
-6.2	7.3	11.2	17.7	11.4	8.9	غذا اور ٹیکسٹائل گھٹا کر اشیاء سازی
14.5	51.5	37.6	8.5	1.8	1.1	ج۔ بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی
2.8	1.8	-1.7	-5.5	-0.5	-0.2	د۔ تعمیرات
-5.6	-5.1	-15.1	-1.6	4.6	2.9	ح۔ تجارت
4.6	3.0	-3.8	4.7	0.2	0.1	ر۔ نقل و حمل۔ ذخیرہ کاری اور مواصلات
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

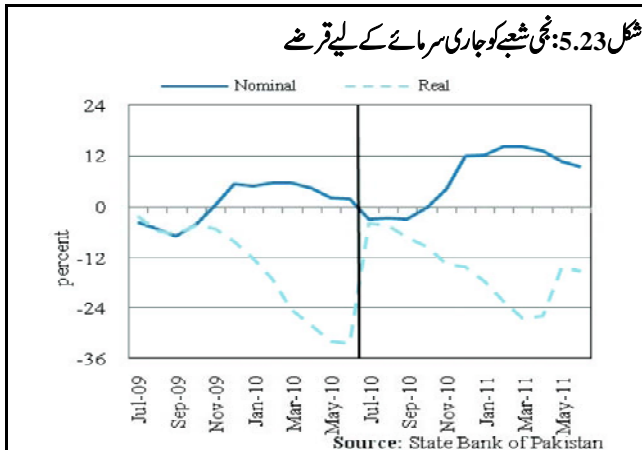


کے سبب اثاثوں کی قرض گاری سے سرمایہ کاریوں کی جانب منتقلی کے سلسلے میں حوصلہ افزائی ہوئی۔<sup>13</sup> اس رجحان سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ میزانی مالکاری کے لیے بھاری حکومتی قرض گیری نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی کے ضمن میں رکاوٹ ہے (شکل 5.20)۔

**نجی شعبے کے قرضے**  
قرضے کے ضمن میں نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی جو م س 10ء میں 4.9 فیصد تھی، م س 11ء میں بڑھ کر 7.7 فیصد ہو گئی (جدول 5.3)۔



**جاری سرمائے کے لیے قرضے**  
اشیا کی بلند قیمتوں اور توانائی کی قلت کے باعث کاروباری لاگوں میں اضافے کی وجہ سے م س 11ء کے دوران جاری سرمائے کے لیے قرضوں کی طلب کو تقویت ملی۔ مزید برآں، برآمدات کی بالخصوص سال کی دوسری ششماہی کے دوران بھرپور نمونہ بھی جاری سرمائے کے لیے قرضوں کی زائد طلب کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ نتیجتاً، ان قرضوں میں م س 11ء میں سال بسال 9.5 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گزشتہ سال یہ نمونہ 1.9 فیصد تھی (شکل 5.21)۔ مجموعی طور پر م س 11ء کے دوران جاری سرمائے کے لیے قرضوں میں 20.8 ارب روپے کے اضافے کے مقابلے میں 105.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔

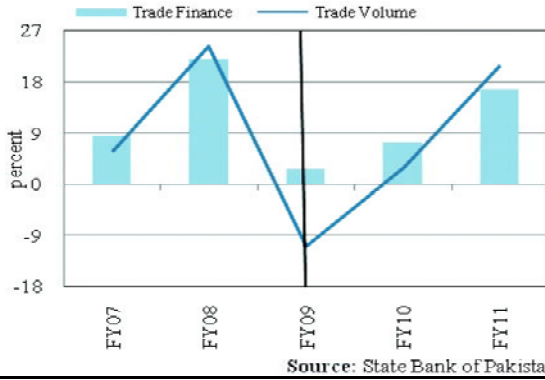


جاری سرمائے کے لیے قرضوں کی نمونہ میں کردار ادا کرنے والے عوامل میں سے ایک قرضوں کے حصول کے دورانیے کے بعد خالص قرضوں کی کم ادائیگی بھی تھا۔ عموماً موسمی قرض گاری کے تحت حاصل کردہ قرضے اسی سال کی دوسری ششماہی میں ادا کیے جاتے ہیں۔ م س 11ء کے دوران یہ چیز اتنے نمایاں طور پر دیکھنے میں نہیں آئی جتنی گزشتہ برسوں میں دیکھی جاتی رہی ہے ماسوا م س 2008ء کے (شکل 5.22)۔ شعبہ وار تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 11ء کی دوسری ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے لیے درکار قرضوں میں قرضے کی خالص توسیع شکر کی صنعت میں مرکوز تھی۔ دراصل م س 11ء کی جنوری تا مارچ کی مدت کے دوران شکر کے تیار کنندگان اداروں کو بہت زیادہ قرضے فراہم کیے گئے جن کا ماہانہ اوسط گزشتہ تین برسوں کے دوران فراہم کیے گئے قرضوں سے کافی زیادہ تھا۔ چنانچہ انڈسٹری نے ادائیگی کے سیزن میں بھی خالص قرضوں میں توسیع دیکھی۔ یہ غیر معمولی صورتحال بنیادی طور پر گنے کی زائد قیمتوں اور شکر کے تیار کنندگان اداروں کی جانب سے کاشتکاروں کو غیر ادا شدہ واجبات کی ادائیگی کے باعث رونما ہوئی۔

جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ اشیا سازی اور بجلی کے شعبوں میں مرکوز رہا۔ ان دونوں شعبوں کو مشترکہ طور پر جاری سرمائے کے مجموعی قرضوں کا 114 فیصد قرضہ دیا گیا۔ رواں قرضے کی بیشتر طلب شکر، ٹیکسٹائل اور خوردنی تیل کے شعبوں سے آئی۔ ان شعبوں کو خام مال، بالخصوص کپاس، گنے، خوردنی تیل، لوہے اور فولاد سے متعلق خام مال کی بڑھتی

<sup>13</sup> م س 2011ء کے ماہ جون میں غیر ادا شدہ قرضوں اور مجموعی قرضوں کا تناسب 15.4 فیصد کی سطح پہنچ گیا، جو گزشتہ سال کی اسی مدت کی 12.9 فیصد سطح کے مقابلے میں کافی بلند ہے۔

شکل 5.24: تجارتی قرضے اور تجارتی حجم میں باہمی حرکت

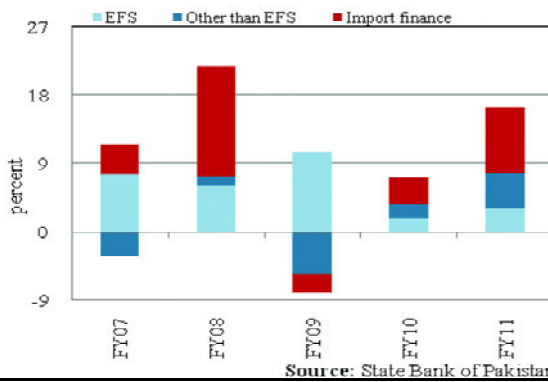


ہوئی قیمتوں کا سامنا تھا۔ خام مال کی زائد قیمتوں کے لیے مطابقت شدہ قرضوں کی نمونہ میں 11ء میں منفی نمونہ ظاہر ہوئی (شکل 5.23)۔ اہم بات یہ ہے کہ خوراک اور ٹیکسٹائل کے شعبوں کو چھوڑ کر جاری سرمائے کے قرضوں میں 10ء کی سطحوں کے مقابلے میں بڑی حد تک کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

#### تجارتی مالکاری

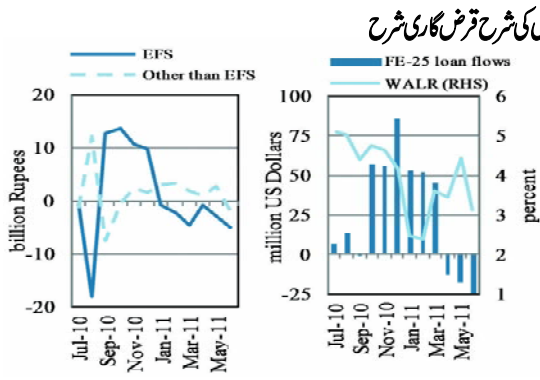
تجارتی حجم میں اضافے کے مطابق 11ء کے دوران تجارتی مالکاری میں اضافہ ہوا اور 16.5 فیصد کی ٹھوس نمونہ ظاہر ہوئی جبکہ گذشتہ سال یہ نمونہ 7.2 فیصد تھی (شکل 5.24)۔ زیر جائزہ مدت کے دوران برآمدی اور درآمدی قرضوں دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔

شکل 5.25: تجارتی مالکاری کے عناصر



مجموعی مالکاری کے حوالے سے 11ء میں رعایتی مالکاری (برآمدی مالکاری اسکیم کا زمرہ) میں 5.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ برآمدی مالکاری اسکیم کے سوا دیگر قرضوں (برآمد کنندگان کے لیے ایف ای 25 کے تحت قرضے) میں 11ء کے دوران 40 فیصد کی قابل ذکر نمو ہوئی جبکہ 10ء میں 17 فیصد کی نمو ہوئی تھی (شکل 5.25)۔ برآمد کنندگان کی جانب سے حاصل کردہ بیرونی کرنسی کے قرضوں میں اضافہ بنیادی طور پر ایک نسبتاً مستحکم شرح مبادلہ نیز ملکی اور بیرونی کرنسی کے مابین شرح سود کے فرق کے مشترکہ اثر کے باعث تھا۔ جب ملکی شرح سود میں اضافہ ہوا، بیرونی کرنسی کی بہ وزن اوسط قرض گاری کی شرح فروری 2011ء تک مسلسل کم ہو رہی تھی۔ اس ضمن میں برآمد کنندگان نے فطری طور پر خطرہ شرح مبادلہ کے خلاف پیش بندی کی اور اس دستیاب موقع سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم جو بیرونی کرنسی کی قرض گاری کی شرح بڑھنا شروع ہوئی، برآمد کنندگان نے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی شروع کر دی (شکل 5.26)۔

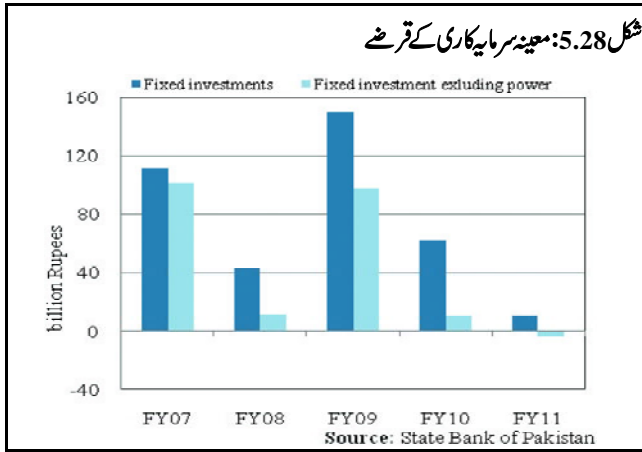
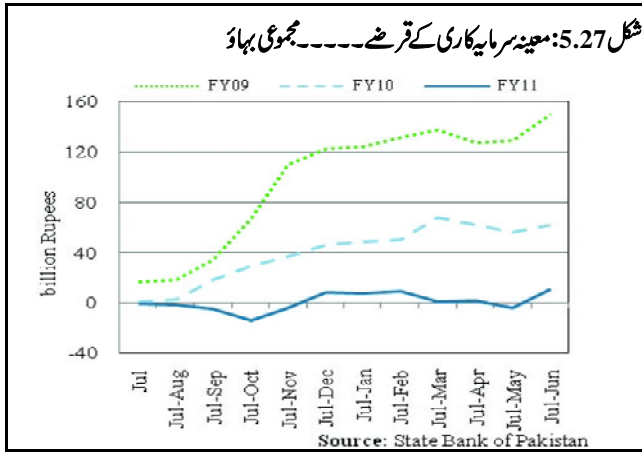
شکل 5.26: ایف ای 25 کے قرضے برعکاس برآمدی مالکاری



تجارتی قرضوں کی شعبہ دار فراہمی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبہ سب سے بڑا استفادہ کنندہ رہا اور اس شعبے نے زیر جائزہ مدت کے دوران تقریباً دو تہائی رعایتی قرضے (برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت) حاصل کیے۔ مزید برآں، رعایتی مالکاری کے علاوہ ٹیکسٹائل شعبے نے 58.6 برآمدی قرضے بھی حاصل کیے جو 11ء کے دوران اس شعبے کی برآمدی کارکردگی کے مطابق تھے۔

تجارتی قرضوں کے زمرے میں اشیاء سازی اور تجارت کے شعبوں نے بھی بیرونی کرنسی کے قرضے درآمدات کے لیے استعمال کیے۔ چونکہ تجارتی شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں اضافہ بنیادی طور پر تیار شدہ مصنوعات کی درآمدات میں اضافے کی وجہ سے ہوا تھا، چنانچہ ٹیکسٹائل شعبے کی جانب سے حاصل کردہ درآمدی قرضوں میں اضافہ کپاس کی خریداری پر مرکوز رہا، جس کی بنیادی وجہ کپاس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں تھیں۔ اشیاء کی بلند عالمی قیمتوں کا اثر بنیادی فولاد اور لوہے، خوردنی تیل اور سیمنٹ کی صنعتوں میں بھی دیکھا گیا۔





جدول 5.4: سرمایہ کاری کا بھاؤ۔۔۔۔۔ اہم شعبے			
ملین روپے			
میزان	بیرونی سرمائے کا بھاؤ	معینہ سرمایہ کاری	بجلی
38,141.0	23,681.9	14,459.0	
1,706.2	6,572.5	-4,866.4	سینٹ اور سراس
8,928.0	401.2	8,526.8	شکر
268.0	662.0	-394.0	مشروبات
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

دیگر شعبے مثلاً ٹیکسٹائل، برقی مشینری آلات اور ٹیلی مواصلات میں بھی، جن میں معینہ سرمایہ کاری پر مبنی قرضوں میں اضافہ دیکھا گیا تھا، متعلقہ مشینری آلات کی درآمد میں بھی اضافہ دیکھا گیا۔ تاہم اسپننگ اور ٹیکسٹائل کی تکمیل کے ذیلی شعبوں کے لیے معینہ سرمایہ کاری پر مبنی قرضوں کی نمایاں کمی کے اثرات یوٹیلٹی، تیار ملبوسات، اونی ملبوسات اور ٹیکسٹائل کی تیاری کے دیگر ذیلی شعبوں میں سرمایہ کاری کی سرگرمیوں سے زائل ہو گئے۔ شکر سازی کے شعبے میں بھی مئی 11ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری کے تحت قرضوں میں 8.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔

#### صارفی قرضے

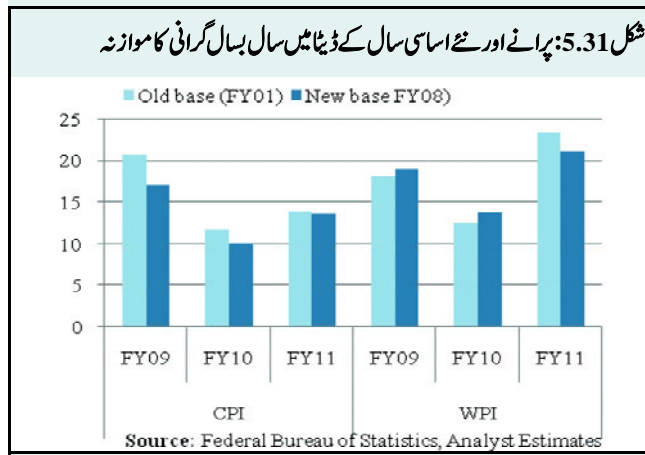
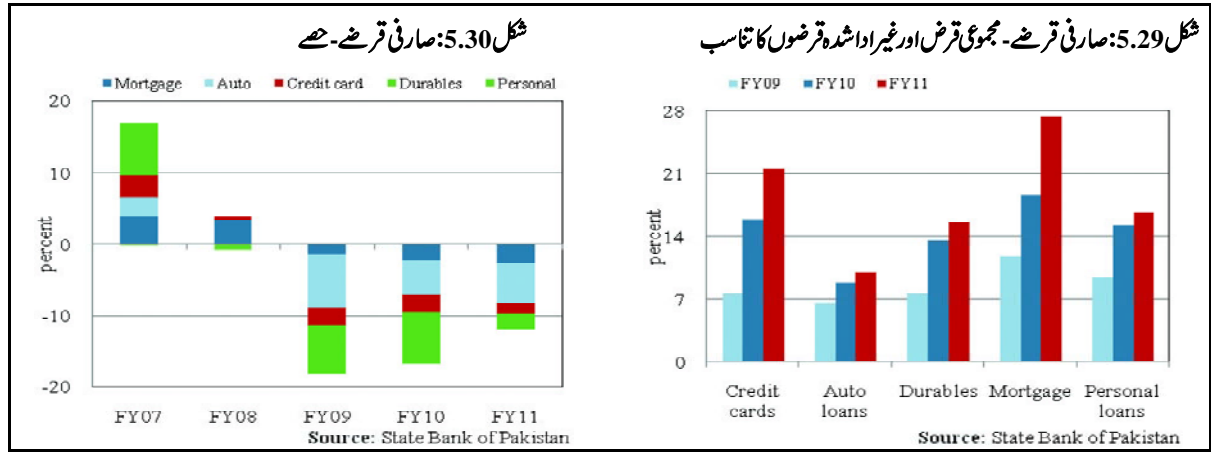
صارفی مالکاری متواتر تیسرے سال کم ہوئی۔ مئی 11ء کے دوران یہ 11.9 فیصد گھٹ گئی جبکہ گزشتہ سال 16.9 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔ سود کی زائد شرحوں نے صارفی قرضوں کی

**معینہ سرمایہ کاری**  
رواں مالکاری اور تجارتی قرضوں کے برعکس مئی 11ء میں معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں میں شدید کمی واقع ہوئی۔ استعداد کاری کے لیے فراہم کیے جانے والے ان قرضوں میں صرف 1.4 فیصد کا اضافہ ہوا جو گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ہونے والی سب سے کم نمو تھی۔

معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں کے ماہانہ رجحانات جولائی مئی کی مدت تک معمولی کمی ظاہر کرتے ہیں (شکل 5.27)۔ ماہ جون کے دوران بجلی، کھاد، بنیادی دھاتوں، نیز برقی مشینری، تعمیرات اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں کو زیادہ قرضے فراہم کیے گئے، جس کی وجہ سے معینہ سرمایہ کاری پر مبنی مجموعی قرضوں میں اختتام سال پر اضافہ ظاہر ہوا۔ اس ضمن میں خالص قرضوں کی توسیع جون 2011ء میں 15 ارب روپے تھی، جو مئی 11ء کے پہلے گیارہ ماہ میں 4 ارب روپے کے خالص قرضوں کی ادائیگی کے مقابلے میں تھی۔

معینہ سرمایہ کاری پر مبنی قرضوں کی فراہمی میں جون 2011ء میں ٹھوس اضافے کے باوجود مئی 11ء میں ان قرضوں کی مجموعی فراہمی گزشتہ تین برسوں میں ہونے والے اوسط اضافے (45 ارب روپے) سے بہت کم رہی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرضوں کی یہ فراہمی صرف چند شعبوں میں مرکوز رہی۔ بجلی کے شعبے کو مستثنیٰ کر کے مئی 11ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری پر مبنی 3.5 ارب روپے کے خالص قرضوں کی مجموعی ادائیگی کی گئی (شکل 5.28)۔

بجلی کے شعبے کی جانب سے مئی 11ء میں حاصل کردہ مجموعی طویل مدتی قرضے مئی 10ء کے مقابلے میں خاصے کم تھے کیونکہ اس شعبے نے بیرونی نجی سرمایہ کاری کے ذریعے بھی سرمایہ حاصل کیا۔ اسی طرح سینٹ اور مشروبات کی صنعتوں نے بھی ملکی ذرائع سے قرض گیری کے بجائے استعداد کاری کے لیے بیرونی سرمائے کی آمد پر انحصار کیا (جدول 5.4)۔



**باکس 5.1: قیمت اشاریوں کی نئی اساس**

ستمبر 2011ء میں وفاقی دفتر اشاریہ نے قیمتوں کے نئے اشاریے وضع کیے، جن میں مئی 08ء کو اساسی سال بنایا گیا۔ نئی باسٹ میں صارفی اشیا کا وزن ایک فیملی بجٹ سروے سے اخذ کیا گیا ہے، جو وفاقی دفتر اشاریات نے مئی 08ء میں کرایا تھا اور اس میں 65 شہروں کے 50 ہزار سے زیادہ گھرانوں کا احاطہ کیا گیا تھا، نئی اساس کے اعداد و شمار کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

**صارف اشاریہ قیمت**

☆ نئی اساسی باسٹ میں شامل کی گئی اشیا کی تعداد 487 ہے، جو قبل ازیں 374 تھی۔ ان اشیا کی اقوام متحدہ کی وضع کردہ ایک اسکیم، یعنی 'انفرادی صرف کی بلحاظ مقصد درجہ بندی' (COICOP) (جدول 5.5) کے تحت 12 زمروں میں درجہ بندی کی گئی ہے۔

☆ صارفی اشیا کی نئی باسٹ میں غذائی اشیا کے گروپ کا وزن کم ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل میں عمومی گرانی غذائی اشیا کی قیمتوں کے دھچکے برداشت کر سکے گی۔ دوسری جانب ٹرانسپورٹ اور مواصلات کا حصہ بڑھ گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کے نئے صارف اشاریہ قیمت گرانی پر زیادہ اثرات مرتب ہوں گے۔

☆ نیا اشاریہ، پرانے اشاریہ کے 35 شہروں کے مقابلے میں 40 شہروں کا احاطہ کرتا ہے۔ آمدنی گروپوں کی تعداد بھی 4 سے بڑھ کر 5 ہو گئی ہے: پہلے گروپ میں 8000 روپے تک ماہانہ آمدنی والے صارفین، دوسرے گروپ میں 12000-8000 روپے، تیسرے گروپ میں 18000-12001 روپے، چوتھے گروپ میں 35000-18001 روپے اور آخری گروپ میں 35000 روپے سے زائد ماہانہ آمدنی والے صارفین شامل ہیں۔

☆ پرانے صارف اشاریہ قیمت میں اشاریہ کرایہ مکان کا تخمینہ تعمیراتی سامان کی قیمت اور مزدوروں کی اجرت کی بنا پر بالواسطہ طور پر لگایا گیا تھا، تاہم نئے اشاریہ میں یہ حقیقی کرایہ مکان سے متعلق سہ ماہی بنیاد پر کرائے جانے والے ایک سروے پر مبنی ہے۔

ماضی قریب میں گرانی میں زیادہ تر اضافہ غذائی اشیا کی قیمتوں کی وجہ سے ہوا اس لیے صارف اشاریہ قیمت کی نئی پیمائش پرانی سیریز کے مقابلے میں پست تر سال بسال گرانی ظاہر کرتی ہے (شکل 5.31)۔

**تھوک اشاریہ قیمت**

تھوک اشاریہ قیمت کے لیے اشیا کی تعداد 425 سے بڑھ کر 463 کر دی گئی ہے، جن شہروں کا احاطہ کیا گیا، ان کی تعداد بھی 18 سے بڑھ کر 21 کر دی گئی ہے اور اشیا کے زمروں کی بھی اقوام متحدہ کی وضع کردہ اسکیم کے مطابق ازسرنو درجہ بندی کی گئی ہے (جدول 5.6)۔ چونکہ مختلف گروپوں کو تھوک ایض کردہ اوزان بھی تبدیل ہو گئے ہیں اس لیے اشیا کے گروپوں کی بنیاد پر تعین کردہ مجموعی گرانی بھی مختلف ہے۔

طلب کو حد میں رکھا اور بینک صارفی قرضے کے جز دان کے اندر بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں کی بنا پر خطرے کے حامل کاروباری شعبے کو قرضے دینے میں محتاط رہے (شکل 5.29)، خصوصاً خطرے سے پاک حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کے مواقع کی موجودگی میں۔

صارفی مالکاری کے شعبے کے ہر زمرے میں گزشتہ تین برسوں کے دوران قرضے کے انفلکشن کی شرح میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے میں بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضے

جدول 5.5: صاف باسکٹ میں تبدیلیاں			
وزن	میں 08ء کی باسکٹ میں اشیاء کے ذمے	وزن	میں 01ء کی باسکٹ میں اشیاء کے ذمے
34.8343	خوراک اور الکحل سے پاک مشروبات	40.3411	خوراک، مشروبات اور تمباکو
1.4135	الکحل والے مشروبات اور تمباکو		
1.2286	رہنموران اور ہوٹل		
<b>37.4764</b>		<b>40.3411</b>	
<b>7.5708</b>	کپڑے اور جوتے	<b>6.0977</b>	ملبوسات، ٹیکسٹائل اور جوتے
21.81	ہاؤسنگ	23.4298	کرایہ مکان
7.60	پانی، بجلی، گیس اور دیگر ایندھن	7.2912	ایندھن اور روشنی
<b>29.41</b>	ہاؤسنگ، پانی، بجلی، گیس اور دیگر ایندھن	<b>30.721</b>	
<b>4.2082</b>	فرنیچر اور گھریلو گھنڈا شت کا سامان	<b>3.2862</b>	گھریلو فرنیچر اور ساز و سامان
7.2023	ٹرانسپورٹ	7.3222	ٹرانسپورٹ اور مواصلات
3.2198	مواصلات		
10.4221		7.3222	
<b>2.0227</b>	تفریح و ثقافت	<b>0.8259</b>	سیر و تفریح
<b>3.9431</b>	تعلیم	<b>3.4548</b>	تعلیم
2.755	متفرق اشیاء اور خدمات	<b>5.8788</b>	صفائی ستھرائی اور لانڈری
<b>2.1868</b>	صحت	<b>2.0728</b>	علاج معالجہ
ماخذ: وفاقی دفتر شماریات			

جدول 5.6: تھوک اشاریہ قیمت باسکٹ میں تبدیلیاں			
وزن	میں 08ء کی باسکٹ میں اشیاء کے ذمے	وزن	میں 01ء کی باسکٹ میں اشیاء کے ذمے
25.77	زراعت، جنگل بانی اور فشری پروڈکٹس	42.12	خوراک
31.11	غذائی مصنوعات، مشروبات، تمباکو، ٹیکسٹائل اور ملبوسات	7.99	خام مال
12.04	کچی دھات و معدنیات، بجلی اور گیس	19.29	ایندھن، روشنی اور برقی کمپنیٹس
22.37	دیگر قابل نقل و حمل اشیاء، ماسوائے دھاتی مصنوعات، مشینری اور آلات	25.87	تیار اشیاء
8.71	دھاتی مصنوعات، مشینری اور آلات	4.73	تعمیراتی خام مال
ماخذ: وفاقی دفتر شماریات			

اور ماسوائے پائیدار صارفین اشیاء کے ہر زمرے میں کم ہوتی ہوئی قرض گیری شامل ہیں۔ صارفین مالکاری کے تحت صرف پائیدار صارفین اشیاء کا زمرہ ایسا ہے، جس میں ماس 2011ء میں مثبت نمو ظاہر ہوئی۔ تاہم مجموعی جزدان کے حوالے سے اس کا حصہ نہایت قلیل رہا اور مجموعی صارفین قرضوں پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے۔

خالص صارفین قرضوں کی ادائیگی کے ضمن میں بڑا حصہ گاڑیوں کے شعبے کی جانب سے آیا (شکل 5.30)۔ گاڑیوں کی فروخت میں اضافے کے باوجود قرضوں کی نمایاں ادائیگی نقد بنیاد پر نمایاں طور پر بڑھتی ہوئی فروخت کی غماز ہے۔ تاہم قرضوں کی فراہمی سے متعلق اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماس 11ء کے دوران صارفین مالکاری میں کچھ بہتری واقع ہوئی۔ نجکاری شدہ بڑے بینکوں میں سے ایک بینک خاص طور پر گاڑیوں کی خرید کے ضمن میں قرض گاری میں بھرپور انداز میں شامل ہے، جس کی گزشتہ دو برسوں کے دوران اس زمرے میں غیر ادائ شدہ قرضوں کی شرح میں کمی کے باعث حوصلہ افزائی ہوئی۔ تاہم واجب الادا قرضوں کے اسٹاک میں واپسی کا مجموعی اثر زیر جائزہ مدت کے دوران مجموعی طور پر تقسیم کردہ قرضوں سے بڑھ گیا۔